بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ ربوہ

روزنامہ

الفضل

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۷۳ | جمعرات ۱۱ ذوالقعدہ ۱۴۰۴ھ ۹ ظہور ۱۳۶۳ ہش ۹ اگست ۱۹۸۴ء | نمبر ۱۸۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

ربوہ ۹ ظہور / اگست۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے۔

احباب خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحت کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور برکتوں سے معمور طویل زندگی عطا فرمائے آمین

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں

کسی ابتلاء سے اُس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ کروڑ ابتلا ہو:

جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے نہ مصیبت سے نہ لوگوں کے سب و شتم سے نہ آسمانی ابتلاؤں سے

"مَیں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے اگر مَیں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں اور ایک ذرّے سے بھی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں تب بھی مَیں آخر فتح یاب ہوں گا۔ مجھ کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتھ ہے مَیں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا.....

مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو مَیں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ مَیں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ مَیں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں۔ کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا۔ کبھی نہیں چھوڑے گا۔ کیا وہ مجھے ضائع کرے گا کبھی نہیں ضائع کرے گا..... اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ مَیں اُس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے۔ کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی۔ اور مجھے اُس کی عزّت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دُنیا اور آخرت میں اِس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اُس کے دین کی عظمت ظاہر ہو۔ اُس کا جلال چمکے اور اُس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلاء سے اُس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ابتلا ہو۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور دُکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے ؎

"مَن نہ آنستم کہ روزے جنگ بینی پشتِ من
آن منم کاندر میانِ خاک و خوں بینی سرے"

پس اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پُرخار بادیہ درپیش ہیں جن کو مَیں نے طے کرنا ہے پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اُٹھاتے ہیں جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے۔ نہ مصیبت سے نہ لوگوں کے سب و شتم سے نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے۔ اور جو میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائیں گے اور اُن کا پچھلا حال اُن کے پہلے حال سے (باقی صفحہ ۸ پر)

خدا کو پانے کی راہ

حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"پس جو اس وقت اس چشمہ کے نزدیک نہیں آتا جو خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لئے جاری کیا ہے وہ یقیناً بے نصیب رہتا ہے اگر کچھ بیتاب ہے اور مقصد کو حاصل کرتا ہے تو طالبِ صادق کو چاہیئے کہ وہ چشمہ کی طرف بڑھے اور آگے قدم رکھے اور اس چشمہ جاری کے کنارے اپنا مندر کھ دے اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک خدا تعالیٰ کے سامنے غیرت کا چولہ اتار کر آستانہ ربوبیت پر نہ گر جاوے اور یہ عہد نہ کرے کہ خواہ دنیا کی وجاہت جاتی رہے اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو بھی خدا کو نہیں چھوڑے گا اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہے گا..... تم ان راہوں سے آؤ بے شک وہ تنگ راہیں ہیں لیکن ان سے اندر داخل ہو کر راحت اور آرام ملتا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ اس دروازہ سے بالکل ہلکے ہو کر گزرنا پڑے گا اگر بہت بڑی گٹھڑی سر پر ہو تو مشکل ہے اگر گزرنا چاہتے ہو تو اس گٹھڑی کو جو دنیا کے تعلقات اور دنیا کو دین پر مقدم کرنے کی گٹھڑی ہے پھینک دو۔ ہماری جماعت خدا کو خوش کرنا چاہتی ہے تو اس کو چاہیئے کہ اس کو پھینک دے۔ تم یقیناً یاد رکھو کہ اگر تم میں وفاداری اور اخلاص نہ ہو تو تم جھوٹے ٹھہرو گے اور خدا تعالیٰ کے حضور راستباز نہیں بن سکتے..... اس لئے ضروری ہے کہ تم سچا اخلاص اور صدق پیدا کرو۔"

(ملفوظات جلد ۳۔ صفحہ ۱۸۹، صفحہ ۱۹۰)

پبلشر:۔ مسعود احمد۔ پرنٹر:۔ سید عبدالحی۔ مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ۔ قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"مجھے یہ کامیابی محض خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل ہوئی ہے"

"ترقی کا راز توجہ، لگن، باقاعدہ پڑھائی اور مسلسل دعاؤں میں مضمر ہے"

ساتھی طلباء اور طالبات کے لئے میرا پیغام یہ ہے کہ محنت کے ساتھ ساتھ اپنی کامیابی کیلئے خدا تعالیٰ سے ہر وقت دعا کرتے رہیں

امتحان انٹرمیڈیٹ سرگودھا بورڈ میں اوّل آنے والی جامعہ نصرت کی طالبہ عابدہ منصورہ کا انٹرویو

سرگودھا ۹ اگست۔ سرگودھا بورڈ کے امتحان انٹرمیڈیٹ میں انجینئرنگ گروپ کی طالبات میں بورڈ بھر میں اول پوزیشن کا نمایاں اعزاز حاصل کرنے والی جامعہ نصرت ربوہ کی طالبہ محترمہ عابدہ منصورہ بنت محترم مبارک مصلح الدین صاحب وکیل المال ثانی تحریک جدید نے اپنی اس عظیم الشان کامیابی پر ایک انٹرویو میں اپنے دلی تاثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا محض خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے یہ کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ میں حد سے زیادہ محنت کی قائل نہیں ہوں میرے نزدیک یہ درست نہیں ہے کہ انسان دوسرے فرائض کو بھلا کر صرف اور صرف پڑھائی میں ہی منہمک رہے۔ پڑھائی کے ساتھ ساتھ دوسرے فرائض کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ انسان کام میں لگن، توجہ، باقاعدگی کے ساتھ پڑھائی اور دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی نصرت حاصل کر کے کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا اور ترقی کے منازل طے کر سکتا ہے۔ میرے دادا جان محترم صوفی غلام محمد صاحب بہت متقی اور نیک بزرگ ہیں۔ میں تو یہی کہوں گی کہ ان کی دعائیں اور اپنے مولیٰ کے حضور میری التجائیں سنی گئیں۔

اپنے خاندان کا تعارف کراتے اور گھر کے دینی اور علمی ماحول کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میرے والد نے ایم۔ اے (ریاضی) میں اعلیٰ فرسٹ ڈویژن اور میرٹ سکالرشپ حاصل کی تھا۔ مگر انہوں نے کیمبرج یا آکسفورڈ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی بجائے خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرنے کو ترجیح دی۔ ہمارے گھر کا ماحول دینی اور علمی ہے۔ میری والدہ ایم۔ اے اکنامکس ہیں۔ سب بہن بھائیوں نے پانچ سال سے کم عمر میں قرآن کریم پڑھنا سیکھا اور اور پھر سکول میں داخل ہوئے ایک بھائی نے صرف پندرہ ماہ میں مکمل قرآن مجید حفظ کیا اور ۱۵ سال کی عمر میں میٹرک بھی اعلیٰ فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ بڑے بھائی نے بی ایس سی میں پانچویں پوزیشن حاصل کی ہے اور چھوٹی بہن نے مڈل سٹینڈرڈ فیصل آباد بورڈ میں ۸۶ فیصد نمبر لے کر ٹیلنٹ سکالرشپ حاصل کیا ہے:

اپنے معمولات، پڑھائی کے علاوہ دیگر مصروفیات اور سابقہ کامیابیوں کا ذکر کرتے ہوئے عابدہ منصورہ نے فرمایا میں پانچوں نمازیں بروقت ادا کرتی ہوں قرآن مجید با ترجمہ جانتی ہوں۔ دینی معلومات اور معلومات عامہ میں اول پوزیشن لیتی ہوں۔ ٹیبل ٹینس بھی کھیلتی ہوں اور ضلع بھر کے سکولوں اور کالجوں کے مقابلہ میں دو دفعہ اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔ میرے دیگر مشاغل میں قرآن کریم کا مطالعہ ٹکٹ جمع کرنا۔ گھر کا کام کاج اور کھانا پکانا وغیرہ شامل ہیں۔

اپنی درس گاہ اور اس کے ماحول نیز اپنے اساتذہ کی خصوصی توجہ اور راہ نمائی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے عابدہ منصورہ نے فرمایا میری اس کامیابی میں میرے کالج گورنمنٹ جامعہ نصرت ربوہ کے اعلیٰ ماحول کا بھی دخل ہے جو پرنسپل مسز زکریا کی انتظامی قابلیت اور ذاتی دلچسپی اور توجہ کا مرہون ہے۔ لیکچرارز مس گل نسرین، مس قدسیہ ناہید اور اور مسز اقبال نے بڑی محنت اور توجہ سے ہمیں پڑھایا ہے۔ سچ یہ ہے کہ میری کامیابی کا راز اچھے استادوں کی راہ نمائی بھی ہے:

حصول علم کی غرض اور اس بارہ میں اپنے مطمح نظر پر روشنی ڈالتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ میں محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کی طرح ایم اے ریاضی پاس کر کے اور پھر ریسرچ سکالر بن کر ملک و قوم اور انسانیت کی خدمت کرنا چاہتی ہوں دعا ہے کہ مولیٰ کریم مجھے اپنے فضلوں کا وارث بناتا چلا جائے، مجھے اس کی رضا حاصل ہو اور ہمیشہ حاصل رہے آمین

دوسرے طالبات علم کے لئے پیغام دیتے ہوئے عابدہ منصورہ نے کہا ساتھی طلباء اور طالبات کے لئے میرا پیغام یہ ہے کہ کام میں لگن اور خواہ تھوڑی ہو مگر باقاعدہ پڑھائی کامیابی اور ترقی کے لئے ضروری ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ اپنی کامیابی کے لئے خدا تعالیٰ سے ہر وقت دعا کرتے رہیں۔ نیز فضول گپ شپ سے اجتناب کریں:

علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدوجہد سے حاصل کرو

ان علوم کی تحصیل جبھی مفید ہو سکتی ہے کہ محض دینی خدمت کی نیت سے ہو

سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"میری یہ باتیں اس لئے ہیں کہ تا تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور اس تعلق کی وجہ سے میرے اعضاء ہو گئے ہو۔ ان باتوں پر عمل کرو اور عقل اور کلام الٰہی سے کام لو تا کہ سچی معرفت اور یقین کی روشنی تمہارے اندر پیدا ہو اور تم دوسرے لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف لانے کا وسیلہ بنو۔ اس لئے کہ آجکل اعتراضوں کی بنیاد طبعی اور طبیات اور ہیئت کے مسائل کی بنا پر ہے۔ اس لئے لازم ہوا کہ ان علوم کی ماہیت اور کیفیت سے آگاہی حاصل کریں تا کہ جواب دینے سے پہلے اعتراض کی حقیقت تو ہم پر کھل جائے ...

... پس ضرورت ہے کہ آج کل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدوجہد سے حاصل کرو لیکن مجھے یہ بھی تجربہ ہے جو بطور انتباہ میں بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ ان ہی علوم میں یکطرفہ پڑ گئے اور ایسے محو اور منہمک ہوئے کہ کسی اہل دل اور اہل ذکر کے پاس ان کو بیٹھنے کا موقعہ نہ ملا۔ اور وہ خود اپنے اندر الٰہی نور نہ رکھتے تھے وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے اور (دین حق) سے دور جا پڑے اور بجائے اس کے کہ ان علوم کو (دین حق) کے تابع کرتے۔ الٹا (دین حق) کو علوم کے ماتحت کرنے کی بے سود کوشش کر کے اپنے زعم میں دینی اور قومی خدمات کے متکفل بن گئے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ کام وہی کر سکتا ہے۔ یعنی دینی خدمت وہی بجا لا سکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو۔ ...

... علوم جدیدہ کی تحصیل جب ہی مفید ہو سکتی ہے۔ جب محض دینی خدمت کی نیت سے ہو اور کسی اہل دل آسمانی عقل اپنے اندر رکھنے والے مرد خدا کی صحبت سے فائدہ اٹھایا جائے"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۶۵ تا ۶۷)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صحابہ رضی اللہ عنہم کا

شوقِ شہادت

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ آیت ۱۵۴)

"جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں۔ ان کو مردہ مت کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن ان کی زندگی کی کیفیت تمہاری سمجھ سے بالاتر ہے۔"

(مکرم احمد زبیر خان۔ ابن مکرم راجہ محمد یعقوب صاحب ربوہ)

ہمارے پیارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رضائے باری تعالیٰ کی خاطر دین کی راہ میں اس قدر زخم کھائے کہ ان کے ذکر سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور جسم لرزنے لگتا ہے ـــــ آپؐ کی گردنِ مبارک میں پھندا بھی ڈالا گیا۔ راستے میں اس قدر کانٹے بچھائے گئے کہ پاؤں لہو لہان ہو گئے۔ طائف کی وادی میں دُنیا کا مقدس ترین خون اس قدر بہایا گیا کہ جوتیوں سے باہر چھلکنے لگا۔ اُحد کے میدان میں جہاں دو دانت شہید ہوئے وہاں چہرۂ مبارک سے خون کے بے شمار قطرات بھی گرے

(الاستیعاب، اصابہ تذکرہ مالک بن سنان)

پیارے آقاؐ کے گہرے زخموں سے نکلنے والا خون کا ہر قطرہ اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہادت کی خواہش ہر لحہ، ہر آن بے تاب کیے رکھتی تھی ـــ

حدیث میں آتا ہے ـــ!

"عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنِّيْ اُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ" (بخاری۔ کتاب الجہاد)

"حضرت ابوہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر مارا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر مارا جاؤں۔ اور یہ لامتناہی سلسلہ چلتا رہے۔"

پھر کس قدر خوش نصیب تھے آپؐ کے وہ وہ غلام جو رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کے آسمانی لقب سے نوازے گئے۔ جنہوں نے دین کی خاطر، محض خدا کی خاطر اپنی گردنیں انتہائی مظلومیت کی حالت میں میدانِ اُحد میں کٹوائیں تا اس کا جلال چمکے اور اس کے دین کا بول بالا ہو۔ اور پھر آقائے دوجہاں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود ان کے متعلق گواہی دی۔ اور فرمایا!

هٰؤُلَآءِ اَشْهَدُ عَلَيْهِمْ

(موطا کتاب الجہاد)

یعنی مَیں گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے ایمان کی حالت میں اپنی جانیں خدا کی راہ میں پیش کر دیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شہدائے اُحد کو خاص عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ شبلیؒ لکھتے ہیں۔

"آٹھ برس کے بعد جب آپؐ اُدھر سے گزرے تو بے اختیار آپؐ پر رقت طاری ہو گئی۔ اور اس طرح کے پُر درد کلمات فرمائے جیسے کوئی زندوں اور مردوں سے رخصت ہو رہا ہو۔"

(سیرت النبی از شبلی جلد اوّل صفحہ ۲۵۲)

اللہ اور عرش کے ملائک کی نگاہ میں وہ مالا کس قدر بے مثل تھی اس کے موتی کس قدر حسین اور خوبصورت تھے۔ لعل، یاقوت، زمرد اور الماس کی چمک دمک ان کے سامنے ماند پڑ جاتی تھی۔ وہی مالا جو سید الشہداء حضرت حمزہؓ کے جسمِ مبارک کے مختلف اعضاء کاٹ کاٹ کر ظالم ہندہ نے اپنے گلے کی زینت بنائی تھی۔ اور پھر آپ کے کلیجے کو چبا کر جہاں ظلم کی انتہاء کر دی۔ وہاں اس مالا کی شان اور بڑھا دی۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کی لاشِ مبارک کا مثلہ دیکھا تو آپؐ کا دل بھر آیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور روتے ہوئے فرمایا:۔

"رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ فَاِنَّكَ كُنْتَ مَا عَلِمْتُ وُصُوْلًا لِّلرَّحِمِ فَعُوْلًا لِّلْخَيْرَاتِ"

"اے حمزہ! تم پر خدا کی ہزاروں ہزار رحمتیں ہوں کیونکہ تم رشتہ داروں کا سب سے زیادہ خیال رکھتے تھے۔ اور نیک کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔"

اسی طرح وہ شہید کس قدر مبارک تھا اور کس قدر پیارا تھا۔ کہ جب وہ گردن کٹوانے کے لیے جانے لگا تو اللہ کے حضور یوں رویا، اور بہت رویا، اور بہت رویا!

"خدایا مجھے ایسا مدِ مقابل دے جو بہت شجاع اور سریع الغضب ہو مَیں تیری راہ میں اس سے جنگ کروں گا۔ یہاں تک کہ وہ مجھے قتل کر کے میرا ناک، کان کاٹ ڈالے۔ پھر جب میں تجھ سے ملوں گا تو تُو ضرور فرمائے گا۔ اے عبداللہ! تیرے ناک، کان کیوں کاٹے گئے۔ تو عرض کروں گا کہ صرف تیرے لیے اور تیرے رسولؐ کے لیے۔"

(اسد الغابہ تذکرہ عبداللہ بن جحش جزء ۳ صفحہ ۱۳۱)

حضرت عبداللہ بن جحش کو اپنی شہادت پر اس قدر یقین تھا کہ وہ قسم کھا کر کہا کرتے تھے۔

"خدایا میں تیری قسم کھاتا ہوں کہ مَیں دشمن سے لڑوں گا۔ یہاں تک کہ وہ مجھے قتل کر کے میرا مثلہ کرے گا۔"

(اسد الغابہ تذکرہ عبداللہ بن جحش جزء ۳ صفحہ ۱۳۱)

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اُس شہید باوفا کے دل کی گہرائیوں سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ پورا ہوا۔

اے مصعب بن عمیرؓ تجھ پر سلام! تیری شہادت کا وہ نظارہ کس قدر حسین تھا جو عرش کے ملائک نے مسکرا کر دیکھا کہ جب آقائے دوجہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تیری نعش کے قریب کھڑے ہو کر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

"مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ۔" (الاحزاب: ۲۴)

"کہ مومنین میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ انہوں نے وہ عہد جو اللہ سے باندھا تھا۔ پورا کر دیا۔"

وہ لحہ کس قدر خوش نصیب تھا جب پیارے آقاؐ نے تیری نعش سے مخاطب ہو کر فرمایا!

"مَیں نے تم کو مکہ میں دیکھا تھا جہاں تمہارے جیسا حسین و جمیل خوش پوشاک کوئی نہ تھا۔ لیکن آج دیکھتا ہوں کہ تمہارے بال اُلجھے ہوئے ہیں اور جسم پر صرف ایک چادر ہے ـــ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ قیامت کے دن تک جو کوئی اُن پر سلام بھیجے گا وہ اس کا جواب دیں گے۔"

(طبقات ابن سعد ۱/۳ صفحہ ۸۵)

اے مصعب بن عمیرؓ! تو کتنا خوش قسمت ہے کہ قیامت کے روز تیرے خون سے کستوری کی خوشبو پھوٹ رہی ہو گی۔

حدیث میں آتا ہے ـــ!

"عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُكْلَمُ اَحَدٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُّكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِهٖ اِلَّا جَآءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّيْحُ رِيْحُ الْمِسْكِ"

(ترمذی ابواب فضائل الجہاد باب ما جاء فی فضل من یکلم فی سبیل اللہ)

"حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جو شخص اللہ کی راہ میں زخم کھاتا ہے بشرطیکہ وہ فی الواقع محض اللہ کی خاطر ہو اور اسے اللہ جانتا ہے تو قیامت کے دن اس کے زخموں کا خون اسی طرح خون رنگ ہو گا لیکن اس میں سے کستوری کی خوشبو پھوٹ رہی ہو گی۔"

اس شہید کا جذبہ بھی ملاحظہ ہو۔ جسے زندگی میں جنت کی خوشبو آ رہی تھی۔

لَئِنْ اَشْهَدَنِيَ اللّٰهُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ مَا اَصْنَعُ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بخاری کتاب الجہاد باب قول اللہ من المؤمنین رجال صدقوا الآیۃ)

یا رسول اللہ! افسوس ہے کہ آپ کے ساتھ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکا۔ اب اگر زندگی باقی رہی اور خدا تعالیٰ نے شرف بخشا کہ میں غزوہ میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔

معرکۂ اُحد میں جب حضرت انسؓ بن نضر نے میدان خالی دیکھا تو آگے بڑھے اور حضرت سعدؓ بن معاذ سے ملاقات ہوئی تو اُن سے پوچھا کہاں جا رہے ہو۔ جنت وہ ہے۔ خدا کی قسم میں احد کی جانب سے جنت کی خوشبو محسوس کرتا ہوں یہ کہہ کر نہایت جوش اور ولولہ سے آگے بڑھے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ کا بدن زخموں سے چھلنی ہو گیا۔ اسّی کے قریب زخم آئے۔ کفار نے لاش کو اس قدر بگاڑا کہ شناخت نہ ہو سکی۔ چنانچہ آپ کی ہمشیرہ ربیعہؓ بنت نضر نے انگلی سے اپنے بھائی کی لاش کو پہچانا۔

اے انس! تجھے مبارک ہو کہ تیری شہادت پر عرش کا خدا بھی پکار اٹھا اور تجھے یوں بشارت دی۔

"فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا"

(الاحزاب آیت: ۲۴)

پھر اے انس! تو کتنا خوش نصیب ہے کہ قیامت کے روز تیرے اسّی زخموں سے کستوری کی خوشبو پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہو گی۔

پس کس شان کا تھا وہ آقا اور کس شان کے تھے وہ غلام جو نہ جانے علم و یقین کی کن بلند و بالا چوٹیوں پر قائم تھے۔ سرزمین عرب نے شہادت کا ایک نظارہ یوں بھی دیکھا۔

غزوۂ اُحد سے ایک رات قبل حضرت عبداللہؓ نے اپنے بیٹے جابرؓ کو بلوایا اور کہنے لگے۔

"بیٹا میرا دل کہہ رہا ہے کہ اس غزوہ میں سب سے پہلے میں شہید ہوں گا۔ میرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد سب سے زیادہ عزیز تم ہو۔ تم کو میں گھر پر چھوڑتا ہوں اپنی بہنوں سے اچھا برتاؤ کرنا اور جو قرض میرے ذمہ ہے اس کو ادا کر دینا۔"

(بخاری جز اوّل صفحہ ۱۸۰)

حضرت عبداللہؓ کی اس خواہش پر عرش کا خدا یقیناً یقیناً مسکرا دیا ہو گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی دلی آرزو پوری کر دی اور آپؓ اپنی نو بیٹیوں اور ایک بیٹے کو بے سہارا چھوڑتے ہوئے میدانِ اُحد کے سب پہلے شہید بنے۔

اے عبداللہ تجھے مبارک ہو کہ شہادت کے بعد تیرے جسد پر عرش کے ملائکہ نے سایہ کیا اور اُسے ڈھانپے رکھا۔

ایک روایت میں آتا ہے

عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ: جِيْءَ بِاَبِيْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَقَدْ مُثِّلَ بِهٖ وَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَذَهَبْتُ اَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهٖ فَنَهَانِيْ قَوْمِيْ فَسَمِعَ صَوْتَ نَائِحَةٍ فَقِيْلَ اُخْتُ عَمْرٍو فَقَالَ لِمَ تَبْكِيْ، مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تَظِلُّهٗ بِاَجْنِحَتِهَا۔

(بخاری جز اوّل صفحہ ۱۷۲) (اسد الغابہ جز ثالث صفحہ ۲۴۲)

"حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد جنگِ اُحد میں شہید ہو گئے۔ کفار نے ان کا مثلہ کیا۔ میرے والد کی نعش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے لائی گئی۔ تو میں چہرہ دیکھنے کی غرض سے اپنے والد کے منہ سے کپڑا اٹھانے لگا۔ لیکن میرے ساتھیوں نے مجھے منع کر دیا۔ اسی اثناء میں حضورؐ نے ایک نوحہ کرنے والی عورت کی آواز سنی تو حضورؐ کو بتایا گیا کہ عمرو کی بہن ہے۔ اس پر حضورؐ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا بیٹی رو نہیں ملائکہ تمہارے باپ پر اپنے پروں سے سایہ کیے ہوئے ہیں۔"

اللہ کے حضور شہید کا بہت اکرام اور مرتبہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے:۔

اَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: مَا اَحَدٌ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ لَا يُحِبُّ اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا وَلَهٗ مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا الشَّهِيْدُ فَيَتَمَنّٰى اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِمَّا يَرٰى مِمَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ مِنَ الْكَرَامَةِ۔

(ترمذی۔ ابواب فضائل الجہاد)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت میں جو بھی داخل ہوتا ہے وہ دنیا کی طرف واپس لوٹنے کی تمنا نہیں کرتا اور نہ اس بات کی تمنا کرتا ہے کہ دنیاوی مال و متاع اُسے حاصل ہو لیکن شہید کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ دنیا کی طرف لوٹایا جائے اور بار بار اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کے حضور شہید کا بہت بہت اکرام اور مرتبہ ہے۔"

حضرت سعدؓ الاسود کو حصول رشتہ میں سخت مشکلات پیش آئیں۔ اور آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تجویز پر حضرت عمروؓ بن وہب کی لڑکی نے آپ کے ساتھ رشتہ منظور کر لیا تھا۔ ہر شخص بآسانی اندازہ کر سکتا ہے۔ کہ ایک ہمہ صفت موصوف پاکباز لڑکی کے ساتھ اس قدر تگ و دو اور کوشش کے بعد رشتہ میں کامیابی ان کے لیے کس قدر مسرت کا موجب ہوئی ہو گی اور کس طرح ان کا دل اُمنگوں اور آرزوؤں سے لبریز ہو گا۔ تقریبِ رخصتانہ کی تکمیل کے سلسلہ میں آپ بیوی کے لیے بازار سے تحائف خریدنے کے لیے نکلے اور عین اس وقت جبکہ آپ نہایت خوش آئند خواب کو پورا ہوتا دیکھنے کے سامان فراہم کرنے میں مصروف تھے منادی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا کہ یا خیل اللہ ارکبی وبالجنۃ ابشری۔

"یعنی اے خدا کے سپاہیو! جہاد کے لیے سوار ہو جاؤ اور جنت کی بشارت پاؤ۔"

اس آواز کا کان میں پڑنا تھا کہ تمام ولولے سرد پڑ گئے اور جہاد کا جوش رگوں میں دوڑنے لگا اور عروس کے ساتھ شادی کا خیال ہی دل سے نکل گیا۔ اسی روپیہ سے تحائف کی بجائے تلوار، نیزہ اور گھوڑا خرید کیا سر پر عمامہ باندھا اور مہاجرین کے لشکر میں جا کر شامل ہو گئے۔ وہاں سے میدانِ جنگ میں پہنچے اور دادِ شجاعت دینے لگے ایک موقعہ پر گھوڑا کچھ اڑا۔ تو نیچے اُتر آئے اور پا پیادہ تیغ زنی کرنے لگے حتیٰ کہ درجۂ شہادت پایا۔ اور نو عروس سے ہم آغوش ہونے کی بجائے عروسِ تیغ سے ہمکنار ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خبر ہوئی۔ تو لاش پر تشریف لے گئے۔ آپ کا سر گود میں رکھ لیا۔ اور دعا فرمائی اور تمام سامان شہید کی بیوی کے پاس بھجوا دیا۔

(اسد الغابہ جلد اوّل صفحہ ۲۶۸)

یہ بات واضح ہے کہ صحابہ کرام دینی خدمات کو اس قدر ضروری اور قابلِ فخر سمجھتے تھے کہ اپنے بچوں کو اس کا موقعہ دلانے کے لیے نہایت حریص رہتے تھے۔ اور ان کو آگے کرتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح یہ سعادت حاصل ہو جائے۔ ان لوگوں کی اپنی اولادوں سے محبت ہم سے کسی طرح کم نہ تھی۔ وہ بھی ہماری طرح گوشت پوست کے انسان تھے اُن کے پہلو میں بھی دل تھے۔ جو ہم سے زیادہ پدری شفقت سے لبریز تھے۔ مگر جوشِ ایمان اور خدمتِ دینِ حق اُن کے نزدیک دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب تھی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے احادیث میں ایک ایسا واقعہ بیان ہے کہ جسے پڑھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور مومن مجاہدین کی جان بازی پر جرأت و بسالت آفرین کہتی ہے۔ آپؓ روایت کرتے ہیں کہ:۔

— جب جنگِ بدر میں صفیں آراستہ ہوئیں اور حملہ عام ہونے لگا۔ تو میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو دونوں جانب انصار کے دو نوجوان لڑکے پائے۔ ان کو دیکھ کر مجھ پر افسردگی سی طاری ہو گئی۔ میں نے خیال کیا کہ جنگ میں دونوں پہلو جب تک مضبوط نہ ہوں۔ لڑائی کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اور جب میرے دونوں پہلو اس قدر کمزور ہیں کہ دو کم سن اور نوعمر بچے کھڑے ہیں تو میرے لیے کوئی قابلِ ذکر لڑائی کرنے کا کیا امکان ہو سکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابھی یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ اُن میں سے ایک لڑکے نے مجھے آہستہ سے ایسے انداز میں کہ وہ دوسرے لڑکے سے اخفاء رکھنا چاہتا ہے پوچھا کہ چچا وہ ابوجہل کون ہے جو مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بہت تکالیف پہنچایا کرتا تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہوا ہے کہ اسے قتل کروں گا۔ میں نے اس کے سوال کا ابھی جواب نہ دیا تھا کہ دوسرے لڑکے نے بھی بالکل اسی انداز میں یہی سوال کیا۔ ان بچوں کے اس بلند ارادہ کو دیکھ کر میں حیران ہو گیا اور خیال کرنے لگا بھلا یہ بچے اپنے عہد کو کس طرح پورا کر سکتے ہیں جبکہ ابوجہل قریش کے بڑے بڑے نامی پہلوانوں اور آزمودہ کار سپاہیوں کے حلقہ میں ہے۔

تاہم میں نے ان کو ہاتھ کے اشارہ سے ابوجہل کا پتہ دے دیا۔ میرا اشارہ ہی کرنا تھا۔ کہ وہ دونوں نوعمر بچے باز کی طرح جھپٹے اور چشم زدن میں دشمن کی صفوں کو کاٹتے ہوئے ابوجہل پہ جا پڑے اور اس پھرتی سے اس پر حملہ کیا کہ آن واحد میں اس سرکش انسان کا مغرور سر خاک پہ تھا اور یہ سب کچھ آناً فاناً ہوا کہ ابوجہل کے ساتھی دیکھتے رہ گئے۔ عکرمہ بھی باپ کے ہمراہ تھے۔ اسے تو وہ نہ بچا سکے مگر ان دونوں میں سے ایک لڑکے یعنی حضرت معاذؓ پہ حملہ آور ہوئے اور تلوار کا ایسا وار کیا کہ ان کا بازو کٹ کر لٹکنے لگا۔ اس قدر شدید زخم کھانے کے بعد معاذؓ پیچھے نہیں ہٹے بلکہ عکرمہ کا پیچھا کیا لیکن وہ بچ کر نکل گئے۔ معاذؓ نے جنگ بدستور جاری رکھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور چونکہ کٹا ہوا ہاتھ لڑنے میں روک بن رہا تھا اس لئے اُسے زور کے ساتھ کھینچ کر الگ کر دیا اور پھر لڑنے لگے اور شہادت کا عظیم رتبہ پایا۔

(سیرت خاتم النبیین صفحہ ۱۵۰) (طبری)

صحابہ کرامؓ جہاد میں شرکت کے لئے کس قدر حریص واقع ہوئے تھے۔ اس کا اندازہ کرنے کے لئے یہ واقعہ کافی ہے کہ حضرت سعدؓ بن خیثمہ جنگ بدر کے وقت کم عمر تھے۔ تاہم شرکت کے لئے تیار ہو گئے۔ چونکہ آپ کے والد بھی میدان جنگ میں جا رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم میں سے ایک کو ضرور گھر پر رہنا چاہیئے اور بیٹے کو گھر رہنے کے لئے کہا۔ بیٹے نے جواب دیا کہ اگر حصول جنت کے علاوہ کوئی اور موقعہ ہوتا تو آپ کے ارشاد کی تعمیل کرتا اور اپنے آپ پر آپ کو ترجیح دیتا۔ لیکن اس معاملہ میں میں ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ آخر فیصلہ اس بات پر ٹھہرا کہ قرعہ ڈال لیا جائے چنانچہ قرعہ میں بیٹے کا نام نکلا۔ وہ شریک ہوئے اور شہادت پائی۔

(سیرت انصار جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۶)

ذرا غور فرمایئے کہ انسان کو اپنی جان کس قدر عزیز ہوتی ہے لیکن صحابہ کرامؓ اس طرح ایسے موقعہ پر میدان میں نکلنے کی کوشش کرتے تھے جن میں جان جانے کا بہت زیادہ امکان ہوتا تھا اور زندہ سلامت بچ جانے کی اُمید قطعاً نہ ہوتی تھی۔ اور یہی وہ راہ ہے جس پر چل کر صحابہ کرامؓ نے آسمانی عزت حاصل کی اور دین حق کا علم بلند کیا۔

دین کی راہ میں صحابہ کرامؓ کیا مرد اور کیا عورتیں ہر رنگ میں قربانی کے لئے کمربستہ نظر آتے ہیں۔ مال و دولت اور جان عزیز کے علاوہ جب موقعہ ہوتا تو اپنی اولادوں کو بھی نہایت اخلاص کے ساتھ قربان کر دیتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ میں جب عراق میں قادسیہ کے مقام پر جنگ جاری تھی تو حضرت خنساءؓ اپنے چاروں بیٹوں کو لے کر میدان جنگ میں آئیں اور ان کو مخاطب کر کے کہا کہ پیارے بیٹو! تم نے دین حق کسی جبر کے ماتحت اختیار نہیں کیا اس لئے اس کی خاطر قربانی کرنا تمہارا فرض ہے۔ خدا کی قسم میں نے نہ تمہارے باپ سے کبھی خیانت کی اور نہ تمہارے ماموں کو رُسوا کیا۔ یہ دنیا چند روزہ ہے اور اس میں جو آیا وہ ایک نہ ایک دن مرے گا۔ لیکن خوش بخت ہے وہ انسان جسے خدا کی راہ میں جان دینے کا موقعہ ملے اس لئے صبح اُٹھ کر لڑنے کے لئے میدان میں نکلو اور آخر وقت تک لڑو۔ کامیاب ہو کر واپس آؤ یا نہیں تو شہادت کا مرتبہ حاصل کرو۔ سعادت مند بیٹوں نے بوڑھی ماں کی اس نصیحت کو گوش ہوش سے سُنا۔ اور لڑائی شروع ہوئی تو ایک ساتھ گھوڑوں کی باگیں اُٹھائیں اور نہایت جوش کے ساتھ رجز پڑھتے ہوئے کفار پر ٹوٹ پڑے اور چاروں نے شہادت کا درجہ پایا۔ ماں نے جب بیٹوں کی شہادت کی خبر سنی تو اُن کو قربانی کا یہ موقعہ ملنے پر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا۔

(اسد الغابہ جلد ۷ صفحہ ۴۴۲)

پھر اس لنگڑے پاؤں والے عمروؓ بن جموح کو بھی دیکھو جو گھسٹتا ہوا اور یہ دعا کرتا ہوا کہ "خدایا مجھے شہادت عطا کر اور اب زندہ گھر واپس نہ لا۔" میدان جنگ میں پہنچا اور پھر شہید ہو گیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"میں عمرو بن جموح کو جنت میں اسی لنگڑے پاؤں کے ساتھ چلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔"

(اسد الغابہ تذکرہ عمرو بن جموح)

اے عمرو بن ثابتؓ تجھے بھی مبارک ہو کہ تیری شہادت پر تیرے پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھے اَنَّہٗ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ کہہ کر جنت کی بشارت دی!

(اسد الغابہ تذکرہ عمرو بن ثابت)

آج یاد کرو خُبیبؓ کو کہ وہ کیسی حسین یادیں چھوڑ گیا ہے۔ جب خبیبؓ جائے مقتل پر پہنچے تو دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد ؎

فَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰی اَیِّ جَنْبٍ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ

(بخاری کتاب المغازی)

کہہ کر اپنی گردن جھکا دی۔ اور کہا اب مجھے موت کی کوئی پرواہ نہیں۔ کیونکہ میں اپنے مولا سے ملنے والا ہوں۔ جب میں کامل فرمانبرداری دکھاتے ہوئے محض اسی کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کر رہا ہوں تو اب مجھے کس بات کا خوف ہے۔ تم مجھے کس بات سے ڈراتے ہو۔ میری روح تو بے تاب ہے اسے جلدی جسم سے آزاد کر دو اور پھر مجھے اس مادی جسم کی کوئی پرواہ نہیں کہ کہاں گرتا ہے اور تم اس سے کیا سلوک کرتے ہو۔

پھر آسمان نے آپ کے وجود پر پتھروں کی موسلا دھار بارش کا ایک عجیب نظارہ دیکھا اس معصوم پر اس قدر پتھر برسائے گئے کہ وجود مبارک پتھروں میں ہی غائب ہو گیا اور جب آپ کو نکالا گیا تو آپ کا جسم مبارک زخموں سے داغ داغ تھا۔

صحابہ کرامؓ کی قربانیوں کی یہ چند ایک مثالیں ہیں۔ جن کے اندر دینی ترقی کا راز مضمر ہے۔ ایمان نے ان کی قلبی کیفیت ایسی کر دی تھی اور عشق الٰہی میں انہیں اس قدر سرشار کر دیا تھا کہ دین حق کے مقابلہ میں وہ نہ اپنی زندگی کی کوئی قدر و قیمت سمجھتے تھے اور نہ اپنے عزیز و اقارب کی۔ ان کے حوصلے بلند اور ارادے اس قدر مضبوط تھے کہ سخت مشکلات کے وقت بھی وہ کسی بات سے خوف نہ کھاتے تھے۔ اُن کی جرأت و بہادری کے واقعات سے تاریخ بھری پڑی ہے۔ پس جس کے دل میں ایمان کی شمع روشن ہے اس کے لئے شہادت کی راہ میں کوئی چیز حائل نہیں ہوئی نہ ہو سکتی ہے اور نہ ہو گی۔

(اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔)

دعائے مغفرت

خاکسار کے والد بزرگوار مکرم ملک عزیز محمد صاحب ایڈووکیٹ و سابق امیر جماعت احمدیہ ضلع ڈیرہ غازی خاں تقریباً ۹۰ سال کی عمر میں بتاریخ ۲ر جون ۱۹۸۴ء بمطابق ۲ر رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ ۱۹۱۹ء میں حضرت فضل عمر نور اللہ مرقدہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ جوانی سے لے کر آخری سانس تک نہایت سادہ، درویشانہ اور مجاہدانہ اور متقیانہ زندگی بسر کی۔ احمدیت کے فدائی تھے۔ احمدیت کی ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ ملکانہ شدھی کی تحریک میں حضرت فضل عمر نور اللہ مرقدہٗ کے ارشاد پر۔ اپنا کاروبار اور گھر بار چھوڑ کر شریک ہوئے تھے۔ نماز پنجگانہ التزام سے حتی الوسع باجماعت بیت الاحمدیہ میں ادا کرتے تھے اور قرآن کریم تو ایک طرح کا عشق اور لگاؤ تھا تاریخ وار ایک سیپارہ روزانہ کی تلاوت ان کا معمول تھا۔ آپ موصی تھے۔ آپ کی نماز جنازہ ناظر اصلاح و ارشاد مکرم سلطان محمود صاحب انور نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر ۱۶ میں تدفین ہوئی۔ آپ نے اپنے پیچھے پانچ لڑکے اور سات لڑکیاں اور ایک بیوہ سوگوار چھوڑیں۔ آپ کے فرزند اکبر ملک مسعود احمد صاحب فیصل آباد میں عربی کے سینئر پروفیسر ہیں۔ ان سے چھوٹا خاکسار اور خاکسار سے چھوٹے ظہور احمد و منظور احمد بیرون ملک ہیں اور سب سے چھوٹا طارق احمد لاہور میں ہے۔ لڑکیوں میں سے چار شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔

افراد خاندان حضرت اقدس بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت سے ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکو اپنے جوار رحمت اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو ان کے نقش قدم پر چلنے اور احمدیت و دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(ملک نسیم احمد جوئیہ ایڈووکیٹ بلاک ۵ ڈیرہ غازی خاں)

فوری ضرورت

روزگار کے متلاشی احباب توجہ فرمائیں

ربوہ سے باہر ایک صنعتی ادارے کو مندرجہ ذیل کارکنوں کی فوری ضرورت ہے۔

۱۔ ٹائپسٹ بلا تعلیم کم از کم میٹرک انگریزی ٹائپ کی رفتار کم از کم ۳۵ الفاظ بغیر غلطی کے۔ اردو ٹائپنگ جاننے والے کو ترجیح دی جائے گی۔
تنخواہ ۸۰۰/- سے ۱۰۰۰/- روپے ماہوار تک دیگر مراعات اور بونس (اس کے علاوہ)

۲۔ اپرنٹس:۔ الیکٹریشن اور فٹر ٹریڈز میں تعلیم میٹرک عمر ۱۵ سال سے کم نہ ہو اور ۲۰ سال سے زائد نہ ہو۔ ماہانہ وظیفہ ۲۲/- روپے ماہوار معہ دیگر مراعات و بونس وغیرہ۔

ایسے نوجوان جو ان آسامیوں میں دلچسپی رکھتے ہوں وہ اپنی درخواستیں صاف اور خوشخط لکھ کر مقامی امیر صاحب کی تصدیق کے ساتھ۔ سات دن کے اندر اندر نظارت ہذا کو بھجوا دیں۔

(ناظر امور عامہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اذکروا موتٰکم بالخیر

میری والدہ محترمہ سعادت بیگم صاحبہ مرحومہ

از اعتماد الملک حضرت اہلیہ مکرم سردار محمد صاحب رانا۔ سرگودھا

اللہ تعالےٰ نے ماں کا وجود ہی ایسا بنایا ہے کہ اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بعد دنیا کی ساری محبتیں اس کے اندر سمیٹ کر رکھ دی ہیں۔

میری امی بھی سراپا شفقت و سراپا محبت تھیں ان کو ہم سے جدا ہوئے نو ماہ گذر چکے ہیں۔ لیکن اب بھی ہماری نگاہیں ہر وقت انہیں ڈھونڈتی ہیں۔ ہر آہٹ پر یہی گمان ہوتا ہے شائد امی آگئی ہیں۔ قلبی و ذہنی کیفیت کا یہ عالم ہے کہ "اذکروا موتٰکم بالخیر" کے تحت جب بھی ان کا ذکر خیر کرنے کی کوشش کی تو گذرے ہوئے لمحات متحرک تصاویر کی طرح نظروں کے سامنے گھوم گئے۔ قلم وہیں جامد ہو گیا۔ نہ حوصلہ پڑا کچھ لکھنے کا اور نہ الفاظ کا ایسا ذخیرہ ملا جو حالات و واقعات کی ٹھیک عکاسی اور جذبات کی صحیح ترجمانی کر سکے۔ بہر حال اب چند سطور اس ضمن میں لکھنے کی ہمت کر رہی ہوں۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

میری امی محترمہ سعادت بیگم صاحبہ زوجہ مکرم عبدالحمید صاحب آف راولپنڈی جو حضرت ڈاکٹر نظر حسن صاحب (خدا ان سے راضی ہو) کی چھٹی اولاد تھیں۔ ۲۱ر اکتوبر ۱۹۲۱ء کو پیدا ہوئیں۔ صغر سنی اور بلوغت کا زمانہ قادیان میں ہی گزارا۔ انیس ۱۹ سال کی عمر میں ابا جان محترم ملک عبدالحمید صاحب ولد حضرت مولوی مہر دین صاحب (جو کہ حضرت اقدس بانی سلسلہ کے رفقاء میں سے تھے) کے ساتھ شادی ہوئی۔ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ میری پھوپھی جان مرحومہ نے جب حضرت اماں جان نور اللہ مرقدھا سے بھائی کے رشتہ کے لئے مشورہ کیا تو حضرت اماں جان نے میری امی کا نام تجویز فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی برگزیدہ خاتون کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی اس تجویز میں اتنی برکت ڈالی کہ بلا مبالغہ ہمارے ننھیال اور ددھیال دونوں خاندانوں میں میرے امی ابا نے اپنے باہمی اتفاق اور سلوک و محبت سے قابلِ رشک مقام حاصل کیا۔ ازدواجی زندگی کے آغاز سے لے کر امی کی زندگی کے آخری لمحے تک یہ بندھن خوب نبھا۔ ایسا نبھا کہ تمام اقرباء و اعزہ کے لئے مثال قائم کر گیا۔

اللہ تعالےٰ نے میری امی پر بڑے فضل کئے آپ کو پانچ بیٹوں اور پانچ بیٹیوں سے نوازا ایک بیٹا صغر سنی ہی میں وفات پا گیا۔ باقی سب کو امی نے اپنی آنکھوں سے پھلتے پھولتے دیکھا۔ ابا جان کے مکمل تعاون کے ساتھ آپ نے کمال محبت اور دانشمندی سے تادمِ واپسیں اپنی تمام تر توجہ اولاد کی اعلیٰ تعلیم اور تربیت پر مرکوز رکھی اور اس کے لئے بڑی محنت کی ساری عمر نہ کوئی جائیداد بنائی اور نہ اس کی خواہش کی۔ اگر کسی نے اس سلسلے میں کبھی سوال کیا بھی تو ہمیشہ یہی جواب دیا ان کے ابا کہتے ہیں ہماری جائیداد تو ہمارے یہی بچے ہیں۔ ہم نے اس عارضی دنیا میں گھر بنا کر کیا کرنا ہے۔ وہ اگلے جہان بنائیں گے۔

خدا کرے کہ میری پیاری امی کی یہ تمنا کمال شان کے ساتھ پوری ہو۔

ذکرِ الٰہی

تسبیح و تحمید۔ درود شریف اور استغفار کا ورد آپ اس کثرت کے ساتھ کیا کرتی تھیں کہ یہ آپ کی شخصیت کا ایک نمایاں پہلو بن گیا۔ ایک آدھ بار میں نے انہیں کہتے ہوئے سنا کہ "ذکرِ الٰہی کرتے کرتے میرے جبڑے تھک جاتے ہیں"۔ صبح سویرے ابا جان کے ہمراہ سیر کے لئے تشریف لے جاتیں تو تمام راستہ بقول ابا جان دونوں آپس میں حتی الامکان کوئی بات نہ کرتے بلکہ ذکرِ الٰہی میں منہمک رہتے۔ رات سوتے وقت بھی آپ کی کوئی کروٹ بھی ایسی نہ ہوتی۔ جس میں آپ کی زبان سے سبحان اللہ۔ اللہ اکبر۔ یا استغفر اللہ کے الفاظ نہ نکلتے ہوں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک حدیث ہے:۔

"ابن آدم نے کوئی کام نہیں کیا جو اُسے اللہ کے عذاب سے زیادہ نجات دینے والا ہو سوائے ذکرِ الٰہی کے۔"

(احادیث الاخلاق ص۳۸ بحوالہ طبرانی)

جماعتی وابستگی

جماعت کے ساتھ اس حد تک وابستگی تھی میری امی کو کہ اس طرف سے کسی کام کا اشارہ مل جائے تو اُس کی فوری بجا آوری اپنا اوّلین فرض سمجھتیں۔ ذیلی تنظیم لجنہ اماء اللہ کی انتہائی سرگرم کارکن تھیں۔ بائیس ۲۲ سال تک لجنہ راولپنڈی سے منسلک رہیں۔ مختلف ادوار میں اصلاح و ارشاد۔ تربیت۔ رشتہ ناطہ اور مصباح کی سیکرٹری آپ کو منتخب کیا گیا۔ اور آپ نے ہر موقعہ پر اپنے مفوضہ شعبہ کی کارکردگی کو خوب سے خوب تر بنانے کے لئے کمال مستعدی، لگن اور حوصلہ سے کام کیا۔ راولپنڈی میں آپ کے قیام کے دوران کئی بار لجنہ کی قیادت تبدیل ہوئی۔ مگر میری امی اپنی مصالحانہ اور معاونانہ طبیعت کی وجہ سے ہر صدر کی منظورِ نظر۔ اور عاملہ کے ہر بیچ میں یکساں مقبول رہیں۔ لمبے عرصہ تک راولپنڈی رہنے کی وجہ سے وہاں کی ممبرات لجنہ سے آپ کو بالخصوص پیار سا ہو گیا تھا۔ اس وابستگی سے ان کا تذکرہ کرتیں کہ کئی بار ہم لوگ ناراض ہو کر کہہ دیتے کہ آپ کو تو شائد اپنی اولاد سے بھی زیادہ یہ لجنہ عزیز ہے بیماری کے دوران جو بھی کوئی عیادت کے لئے جاتا تو یہی کہتیں پنڈی کی لجنہ کو میرا سلام پہنچا دو اور میری صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ان سے کرو۔!!

جماعتی امور میں آپ کی دلچسپی صرف راولپنڈی تک محدود نہ تھی بلکہ لاہور آکر بھی اس ذوق و شوق میں ذرہ بھر کمی نہ آئی۔ بڑی پابندی کے ساتھ حلقہ رحمان پورہ کے پندرہ روزہ اجلاسوں میں شرکت کرتیں۔ مجھے حلقہ ہذا کی صدر کی حیثیت سے کام کرتے دیکھ کر بے حد خوش ہوتیں۔ ہر اجلاس کی کارروائی پر گھر آکر تعمیری تنقید ضرور کرتیں جو کارکردگی کو بہتر بنانے میں معاون ثابت ہوتی۔

نہ صرف یہ کہ خود تنظیم سے والہانہ وابستگی تھی بلکہ بچوں کو بھی اس طرف راغب کرنے میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھتیں۔ بڑی اولاد ہونے کی وجہ سے امی کی زیادہ تر توجہ میرے حصہ میں آئی۔ شروع ہی سے اجلاسوں، اجتماعوں میں شرکت کرنے کی بھرپور تلقین کرتیں اور اگر میری طرف سے معمولی لاپرواہی کا مظاہرہ ہوتا تو اظہار ناراضگی کرتیں۔ بڑی دلچسپی سے ہر سال مجھے کہہ کر جلسہ سالانہ کے لئے تقریر تیار کراتیں۔ سالانہ اجتماعات میں تقریری و تحریری مقابلوں میں حصہ لینے کی تاکید کرتیں۔ انعامات ملنے پر اس حد تک حوصلہ افزائی کرتیں جیسے ہم نے بڑا معرکہ سر کر لیا ہو۔ حقیقتاً یہ امی کی تربیت ہی کا نتیجہ ہے کہ آپ کی ساری اولاد کے اندر جماعتی نظام سے وابستگی پائی جاتی ہے۔ بالخصوص چھوٹے دونوں بچے جو ابھی زیرِ تعلیم ہیں جماعتی امور کو پورے انہماک اور خلوص سے سرانجام دیتے ہیں۔ میرا سب سے چھوٹا بھائی عزیزم عبدالوحید امی کی زندگی میں ہی دیوانہ وار جماعتی امور کی انجام دہی کے لئے سرگرم موسم کی پرواہ کئے بغیر جب نکل پڑتا تھا تو اُسے دیکھ مسکرا دیتیں اور کہتیں "اس پر تو ایک ہی دھن سوار ہے۔ اللہ اس کا حافظ ہو۔" اور پھر زیرِ لب دعائیں دیتی رہتیں۔"

رب العزت ان کے اخلاص میں بہت زیادہ برکت ڈالے اور ابا جان کے زیرِ سایہ بے حد خدمات بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

رشتہ داروں سے حسنِ سلوک

رشتہ داروں سے بڑا اُنس تھا میری امی کو اپنے سب بہن بھائیوں کا یکساں خیال رہتا کبھی بھی نارِ اضگی کسی سے نہ رکھی معمولی اختلاف ہو بھی گیا تو جلد ہی بلا کر صلح کرنے میں پہل کرتیں۔ سسرال میں بھی ہر ایک سے اچھا نباہ ہو رہا تھا۔ اپنی صلح کل طبیعت کی وجہ سے گھر کے ماحول کو انتہائی پرسکون بنانے میں امی کا بڑا دخل ہے آپ نے اپنی زندگی میں چار بیٹیوں اور دو بیٹوں کی شادیاں کیں مگر گھر کے نظام کو کچھ اس دانشمندی سے چلایا کہ بیٹوں اور دامادوں اور بیٹیوں اور بہوؤں میں کبھی فرق محسوس نہ ہونے دیا۔ ہمیشہ اپنی بہوؤں کی خود عزت کی اور دوسروں سے کرائی۔ کہا کرتی تھیں کہ ان کو کوئی بات سمجھانی مقصود ہوتی ہے تو پہلے میں دس بار اس کے بارے میں سوچتی ہوں پھر منہ سے نکالتی ہوں مبادا کوئی ایسا لفظ نکل جائے جس سے ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچے۔ امی کی یہ شدید خواہش تھی کہ ان کی ساری اولاد بشمول بہوؤں اور دامادوں کے ہمیشہ متحد اور متفق رہے اور کبھی کوئی بڑا اختلاف ان کے درمیان پیدا نہ ہو۔ ہسپتال میں مجھے کہنے لگیں کہ آپریشن کے بعد جب مجھے ہوش آیا تو تم سب کو ارد گرد بیٹھے دیکھا میں نے فوراً نظر پھیر لی اور میرے دل سے یہ صدا نکلی یا اللہ یہ میرا پوتا ہے اس کو کسی کی نظر نہ لگ جائے۔

بیٹے کا آپریشن ہوا تھا پُر امید تھیں کہ جلد صحت یاب ہو کر گھر آجائیں گی لیکن کبھی کبھی زیادہ تکلیف سے پریشان ہو جاتیں اور اس پریشانی میں کئی بار مجھ سے کہا۔ "دیکھنا سعادت کی اولاد کبھی بدنام نہ ہو۔ تم میں سے ہر بڑا چھوٹوں سے پیار کرے اور ہر چھوٹا بڑوں کا احترام کرے یہ بات اتنی بار میری امی نے دہرائی کہ میں سمجھتی ہوں ان کو سب سے بڑی فکر یہ تھی کہ جس گھر کے ماحول کو میں نے سالہا سال کی محنت و کاوش سے جنت کا سا بنایا ہے وہ کہیں میرے بعد اختلافات کی آماجگاہ نہ بن جائے۔

خدا کرے کہ ان کی روح ہمیشہ ہماری طرف سے مطمئن رہے اور ہم سب کے وجود اپنی پیاری امی کے لئے صدقہ جاریہ بن جائیں آمین

گھریلو کام کاج:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میری امی کی صحت قابل رشک حد تک اچھی تھی۔ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ کسی سٹیج پر اتنی شدید بیمار ہو جائیں گی گھر کے سارے کام انہیں اپنے ہاتھ سے کرنے کی عادت تھی۔ ہم سے زیادہ چاق و چوبند اور ہوشیار تھیں۔ نوکروں کی پرورش کی نہ کبھی کسی کے لئے کپڑا درزی سے سلوایا نہ ہی سویٹر بنوائی حتیٰ کہ کبھی کسی بچے کو ٹیوشن نہ رکھ کے دی۔ میٹرک تک سب کو پڑھاتی بھی خود تھیں۔ اس کے بعد بنیاد اتنی مضبوط ہو جاتی کہ بچے خود بخود چل نکلتے۔ کمال کا وجود تھا۔ ہر وقت مصروف عمل۔ کوئی لمحہ ان کی ۶۲ سالہ زندگی میں بے کار نظر نہیں آتا۔ کام پر کام مسلسل کام کبھی جماعتی کبھی گھریلو۔ فراغت تو انہیں بھاتی ہی نہ تھی۔ ہمیں بھی فارغ دیکھ کر ناراض ہو جایا کرتی تھیں اور تھوڑا سا کام کر لینے پر بے حد حوصلہ افزائی کے ساتھ مزید مستعدی سے کام کرنے کی تلقین کرتیں۔ اللہ تعالیٰ اس جہت میں بھی ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

علالت:۔

امی کی عام صحت ٹھیک ٹھاک تھی معمولی کمزوری کا احساس تھا۔ اس کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے بقرعید سے ایک روز قبل (۱۷ ستمبر ۱۹۸۳ء کو) اپنے بڑے بیٹے عزیزم کرنل عبدالمجید ملک کے پاس نوشہرہ روانہ ہوئیں اس ارادے کے ساتھ کہ ہفتہ عشرہ وہاں قیام کے بعد واپس تشریف لے آئیں گی۔ وہاں جا کر جسم میں نقاہت کا احساس زیادہ ہونے لگا۔ کوئی اور علامت بیماری کی ظاہر نہ تھی۔ پیاری بھابی عزیزہ ڈاکٹر امۃ الحبیب ملک نے (جو امی کی وفات کے آٹھ ماہ بعد اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا چکی ہیں) سارے ٹیسٹ کرائے تو پتے میں معمولی نقص کا اشارہ ملا۔ واپس لاہور لے آئے۔ دوسری بھابی عزیزہ ڈاکٹر امۃ الوسیم نے ایک ماہر سرجن سے رابطہ قائم کیا۔ اپریشن تجویز ہوا جو ۱۵ اکتوبر کی صبح کو ہوا۔ آپریشن کیا تھا اس کے ساتھ ہی ان کی بیماری کی سنگینی کا انکشاف ہوا جس سے ہم نے انہیں تادم آخر آگاہ نہیں ہونے دیا لیکن ہم سب کے دل ہل کر رہ گئے۔ اس کے بعد شب و روز ان کے علاج تیمارداری اور اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری کرتے گذر گئے۔ مگر وقت آ چکا تھا۔ اللہ کی تقدیر غالب آئی اور ٹھیک سترہ دن بعد ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۳ء کو صبح ساڑھے دس بجے میری جان سے پیاری امی اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئیں۔ اللھم اغفر لہا وارفع درجاتہا فی اعلیٰ علیین۔

آخری لمحات:۔

میری امی کی زندگی کے آخری لمحات بھی نہ بھولنے والے ہیں۔ روح قبض ہو رہی تھی مگر ذہن اتنا حاضر اور یادداشت اتنی تیز ہے کہ حیرت ہوتی ہے سوچ کر۔ سخت گھبراہٹ طاری تھی غالباً انہیں سمجھ آ گئی تھی کہ ان کا آخری وقت ہے۔ بڑی بلند آواز سے کہا جیلا (میری چھوٹی بہن) کہاں ہے اس سے کہو سورۃ یٰسین پڑھے اسے زبانی آتی ہے گویا اتنا بھی یاد تھا کہ ہم سب میں سے صرف اسے زبانی یہ سورۃ یاد ہے پھر اپنی ساری اولاد کی طرف جو اس وقت وہاں موجود تھی ایک نظر دیکھا اور نصیحت کے انداز میں کہا "مجھے سکون ملے گا تو میرے پاس اونچی آواز سے رونا نہیں الحمد للہ کہنا۔ الحمد للہ کہنا۔ الحمد للہ کہنا۔"

آخری بات جو بڑی مشکل سے امی نے ادا کی وہ یہ تھی "دودھ آ گیا ہے لے لو" اس کی ہمیں سمجھ نہیں آئی۔ اور ہم سب ہی ایک دوسرے کی طرف حیرانگی سے دیکھنے لگے۔ اس کے بعد بے انتہا خوشبو اٹھی اور اس کے ساتھ ہی میری امی کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

حضور ایدہ اللہ کی شفقت:۔

میری امی کی انتہائی خوش نصیبی ہے کہ آپ کی ساری بیماری کے دوران قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بے حد شفقت اور محبت سے ہر مرحلہ پر ہماری دلجوئی بندھائی۔ مفید مشوروں سے نوازا۔ اور امی کے لئے دعائیں کیں۔ دوائیں بھیجیں۔ آپ کو اپنا رومال تحفۃً بھجوایا جو آخر وقت تک امی نے عقیدت و محبت سے اپنے بازو پر باندھے رکھا۔

حرف آخر:۔

آخر میں یہ یقین رکھتے ہوئے کہ روئے زمین پر بسنے والا ہر احمدی محاورۃً نہیں واقعتاً ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں برابر کا شریک ہے نہایت درد کے ساتھ استدعا کرتی ہوں کہ الفضل کا ہر قاری کم از کم ایک بار یہ دعا ضرور کرے کہ ہمارا رحیم و کریم آقا میری پیاری امی کو اس خوش نصیب گروہ میں شامل کر لے جس کے بارے میں ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) نے بے حساب بخشش کی بشارت دی ہے۔ یا الٰہی تو ایسا ہی کرنا۔

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے
(منیجر الفضل)

محبوب امام ایدہ اللہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مخلصین جماعت کی پیشکش

۱۔ مکرم چوہدری مشہود احمد صاحب معہ اہل و عیال اسکندر آباد ضلع میانوالی	۵۰۰/-
۲۔ " ماسٹر منظور احمد صاحب جڑانوالہ ضلع فیصل آباد	۵۰۰/-
۳۔ " محمد امین صاحب کھرڑیانوالہ "	۵۰۰/-
۴۔ " صوبیدار عطا محمد صاحب بمعہ اہل و عیال چک نمبر ۶۹ ضلع فیصل آباد	۵۰۰/-
۵۔ " چوہدری ناصر احمد صاحب چک ۱۲۷ بہلول پور "	۵۷۰/-
۶۔ " " فضل محمد صاحب مرحوم چک ۲۷۵ ج ب کرتار پور "	۵۱۰/-
۷۔ " " غلام احمد صاحب چک ۵۹۱ ج ب گنگا پور "	۵۲۷/-
۸۔ " " محمود احمد صاحب پسر وسیم احمد صاحب جنگل امام شاہ۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	۵۰۲/
۹۔ " خواجہ عبدالکریم صاحب خالد گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	۵۷۳/-
۱۰۔ " حکیم مقبول احمد صاحب " " "	۵۲۰/-
۱۱۔ " چوہدری خلیل احمد صاحب لیکچرار " " "	۵۰۰/-
۱۲۔ " عبدالقادر صاحب ولد عبدالخالق صاحب چک ۳۶۷ جلیانوالہ "	۵۰۰/-
۱۳۔ " چوہدری بشیر احمد صاحب کریانہ سٹور خوشاب شہر	۵۷۵/-
۱۴۔ " خان عبدالرحیم خان صاحب "	۶۵۰/-
۱۵۔ " چوہدری محمد اسلم صاحب باجوہ ایڈووکیٹ سرگودھا شہر	۶۵۰/-
۱۶۔ " سید محمود جنود اللہ صاحب "	۵۰۰/-
۱۷۔ مکرمہ ڈاکٹر نصیر بیگم صاحبہ "	۵۰۰/-
۱۸۔ مکرم چوہدری مجیب الدین امجد صاحب "	۶۰۰/-
۱۹۔ " " مبارک احمد صاحب معہ اہل و عیال "	۵۶۰/-
۲۰۔ " مرزا مجد الحق صاحب ایڈووکیٹ "	۶۲۶/-
۲۱۔ " ڈاکٹر محمد علی صاحب سرگودھا چھاؤنی	۵۱/-
۲۲۔ " جمیل احمد صاحب بٹ " "	۵۰۰/
۲۳۔ " ڈاکٹر رشید احمد صاحب آفتاب بھلوال۔ ضلع سرگودھا	۶۵۰/-
۲۴۔ " چوہدری محمد شفیع صاحب ۱۴۷ چوہڑی فیصل آباد	۱۰۵۰/-

(وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

زعماء انصار اللہ سے ضروری گزارش

تمام مجالس کو ان کے بجٹ، وصولی اور بقایا کے گوشوارے بھجوائے جا چکے ہیں۔ زعماء صاحبان سے گزارش ہے کہ جلد از جلد بقایا جات کی ادائیگی کر کے اپنی اپنی مجلس کے بجٹوں کی سو فیصد ادائیگی کا ٹارگٹ حاصل کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

درخواستہائے دعا

- میرے ماموں مکرم نذیر احمد عباسی بیمار ہیں۔ سرکاری ہسپتال لاہور میں ان کا اپریشن متوقع ہے
(ریحانہ حفیظ باسط۔ شیخوپورہ)
- میری بھانجی وحیدہ بیگم ڈیڑھ ماہ سے ٹانگ میں درد کی وجہ سے بیمار ہیں۔
(عبدالرشید دارالرحمت غربی ربوہ)
- میری بیٹی عزیزہ عطیہ بیگم بیمار ہے اور فیصل آباد کے ہسپتال میں زیر علاج ہے
(محمد ابراہیم آتش۔ دارالرحمت وسطی ربوہ)
- مکرم چوہدری عبدالغفور صاحب صدر محلہ چھنیاں بعارضہ دردگردہ بیمار ہیں۔
(ملک منیر احمد چھنیاں)

(احباب ان سب کے لیے دعا کریں)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"ارشاداتِ عالیہ" (صفحہ اوّل سے آگے)

بدتر ہوگا۔ کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں کیا ہم خدا تعالیٰ کی راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہو جائیں گے۔ کیا ہم پیارے خدا کی کسی آزمائش سے جدا ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں ہو سکتے مگر محض اُسی کے فضل اور رحمت سے۔" (روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۲۳، ۲۴)

ولادت

خاکسار کے فرزند نعیم احمد قریشی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے پہلی بچی عطا فرمائی ہے (الحمد للہ) بچی کا نام "نور الہدیٰ" رکھا گیا ہے۔
قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بچی کو نیک اور خادمِ دین بنائے۔ نیز والدین کے لیے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔
(قریشی عبدالرحمان دارالرحمت شرقی الف ربوہ)

میری بیٹی آصفہ ناز حسنی و داماد عزیزم سید عبدالمومن ایم۔ ایس۔ سی ٹیچر گیمبیا کو اللہ تعالیٰ نے ۴ر جولائی ۱۹۸۴ء کو پہلی بچی سے نوازا ہے۔ اور بخیریت واپس پاکستان پہنچ گئے ہیں۔ الحمد للہ۔ بچی کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے ندائے نصرت تجویز ہوا ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں بچی کے صالحہ و نیک قسمت ہونے کی درخواستِ دعا ہے
(عبدالسمیع حسنی دارالرحمت شرقی ربوہ)

وظائف

۱۔ پاکستان سائنس فاؤنڈیشن کو فیروز ٹرسٹ راولپنڈی کینٹ کی جانب سے حسب ذیل شعبوں میں اعلیٰ تعلیم کے لئے دس وظائف دیئے جانے کی غرض سے درخواستیں مطلوب ہیں۔ یہ وظائف دو سال کی مدت کے لئے ہوں گے اور ان کی مدت یکم ستمبر ۱۹۸۴ء سے شروع ہوگی۔

ڈسپلن	تعلیم کی مدت
۱۔ بنیادی سائنس میں ایم۔ ایس سی (بائیو کیمسٹری۔ فزکس۔ بیالوجی)	نصف اور سکنڈ ایئر
۲۔ ایم بی بی ایس	فورتھ اور ففتھ ایئر
۳۔ بی انجینئرنگ	تھرڈ اور فورتھ ایئر

۲۔ درخواستیں سادہ کاغذ پر دی جائیں اور اس میں حسب ذیل معلومات درج کی جائیں
۱۔ نام اور پتہ۔ ۲۔ والد کا نام۔ ۳۔ پیدائش کی تاریخ اور جگہ۔ ۴۔ ڈومیسائل۔ ۵۔ تعلیمی قابلیت میٹرک اور اس کے بعد مضامین۔ ڈویژن / گریڈ اور امتحانات میں حاصل کئے جانے والے نمبروں کا فیصد تناسب اگر وظیفہ / نمایاں پوزیشن حاصل کی ہو تو اس کی بھی تفصیل درج کر دی جائے۔ ۶۔ استاد کی مصدقہ نقول۔ تازہ فوٹو اور قومی شناختی کارڈ۔ ۷۔ وہ شعبہ جس میں وظیفہ درکار ہوگا ۸۔ والد کا پیشہ اور سالانہ آمدنی۔ ۹۔ سکولوں کالجوں / یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم بھائیوں اور بہنوں کے نام و تاویزی ثبوت کے ساتھ
۳۔ تھرڈ ڈویژن یا پارٹس میں امتحان پاس کرنے والے امیدوار درخواستیں دینے کے اہل نہ ہوں گے۔
۴۔ درخواستیں اپنے اپنے پرنسپلوں / وائس چانسلروں کی معرفت زیر دستخطی کو ۸ر اگست ۱۹۸۴ء تک پہنچ جانی چاہئیں:
ڈاکٹر عذرا سلطانہ احمد پرنسپل سائنٹیفک آفیسر
پاکستان سائنس فاؤنڈیشن پی او بکس ۱۱۲۱ اسلام آباد
(بحوالہ روزنامہ مشرق لاہور۔ یکم اگست ۱۹۸۴ء)

جس قدر جلد نیکی میں حصہ لے سکو لے لو!

قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر فرماتے ہیں:۔
"تمہیں کوشش کرنا چاہیئے کہ تم نیکی میں سب سے پہلے حصہ لینے والے بنو اور اگر تم کسی وجہ سے پہلے حصہ لینے والوں میں نہ آسکو تو کوشش کرو کہ درمیانی درجہ تمہیں میسر آجائے اگر تم درمیان میں بھی شامل نہ ہو سکو تو اس کے بعد جس قدر جلد نیکی میں حصہ لے سکو لے لو اور کم از کم تم یہ کوشش کرو کہ تم آخری آدمی مت بنو۔"
تحریک جدید کا سال ختم ہونے میں ۳ ماہ کا عرصہ رہ گیا ہے۔ مجاہدین تحریک جدید اپنے وعدہ کی جلد ادائیگی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔
(وکیل الاعلیٰ تحریک جدید)

مثالی وقارِ عمل

مجالس اطفال مورخہ ۱۰ر اگست بروز جمعۃ المبارک ایک مثالی وقارِ عمل منعقد کریں۔ اس کے لئے مناسب جگہ کا انتخاب کریں۔ وقارِ عمل کے بعد اس کی رپورٹ جلد ارسال فرما دیں۔
(سیکرٹری وقارِ عمل مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

درخواستِ دُعا

مکرم خادم حسین صاحب بان فروش جو کافی عرصہ جماعت احمدیہ رحیم یار خان کے سیکرٹری اصلاح و ارشاد و صدر موصیان خدمت بجا لاتے رہے ہیں دو ماہ سے بیمار ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں ان کی کامل و عاجل شفایابی کے لیے دعا کی درخواست ہے۔ (مینیجر الفضل)

مکان کرایہ کے لئے
ایک مکان مشتمل بر تین کمرے، گیراج، باورچی خانہ غسل خانہ، بجلی سوئی گیس اور میٹھا پانی۔ چوک یادگار صدر جنوبی۔ کرایہ پر دینا مطلوب ہے۔
رابطہ کیلئے۔
فیلٹی جنرل سٹور۔ رحمت بازار۔ ربوہ

سیل - سیل - سیل
دوکان ختم کرنے کے لئے ہر قسم کے کپڑے کی سپیشل سیل، اہل ربوہ اس نادر موقع سے فائدہ اٹھائیں۔
النور کلاتھ ہاؤس
(فضل الٰہی مارکیٹ)
کالج روڈ، ربوہ

طبی مشورہ جات اور ادویات کے لئے
جمال دواخانہ
کو خدمت کا موقع دیں
حکیم شیخ ظفر احمد راوی روڈ اوکاڑہ

لندن، نیویارک، پیرس، ناروے سویڈن، ڈنمارک۔ غرض دنیا کے کسی بھی ملک کے لیے ٹکٹ اور بکنگ کے لیے ہماری خدمات حاضر ہیں
انشاء اللہ تعالیٰ آپکی بہتر خدمت اور بہتر سہولت کے متمنی
المحمود ٹریولز رجسٹرڈ
گورنمنٹ لائسنس ۵۶۴
فون نمبر ۴۹۳
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ